

عہد نبویؐ میں مدینہ کا شہری نظام

مفتی محمد جنید انور^o

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کی زندگی کا ہر پہلو ہر اعتبار سے کامل ترین ہے۔ آپؐ نے اسلام کو ایک مکمل نظام حیات کے طور پر پیش کیا اور اس کا تعارف آپؐ نے عملاً اس کے قیام [اقامت] کے ذریعے فرمایا۔ معاشی و سماجی اصلاحات کیں، مدینہ کے شہریوں کے رہن سہن کے اصول و ضوابط مرتب کیے۔ شہریوں کی روزمرہ ضروریات کی تکمیل کے لیے باضابطہ لوگوں کو تیار فرمایا۔ مسلمان کو اپنا معاش خود تلاش کرنے کی ہدایت دی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے ممکنہ طریقے بھی ارشاد فرمائے اور اس سلسلے میں ہر ممکن حد تک عملی تعاون کا مظاہرہ بھی فرمایا۔

آپؐ کی آمد سے قبل مدینے میں کوئی نظام موجود نہیں تھا۔ تمام نظام کا آغاز آپؐ ہی نے فرمایا اور اسے ترقی دی اور اس کے تسلسل اور ارتقا کے لیے اصول و ضوابط متعین کیے۔ آپؐ نے اس نظام کی بنیاد ان اصولوں پر رکھی جو بعد میں چل کر ترقی یافتہ تہذیب کی بنیاد بنے۔

آپؐ نے جدید ترین خطوط پر مدینہ شہر کی منصوبہ بندی فرمائی۔ رہائشی سہولتوں اور آمد و رفت میں آسانی کے حوالے سے بھی اصول و ضوابط متعین فرمائے، راستوں کو کشادہ رکھنے کی ہدایت فرمائی، نئے محلے قائم کیے اور کسی ایک مقام پر آبادی کو مرکوز کرنے کے بجائے حکم دیا کہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر آبادیاں قائم کی جائیں۔ اجتماعی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے مدینہ میں یہودیوں کے بازار کے مقابل اسلامی اصولوں پر ایک نئے بازار کی بنیاد رکھی۔ آپؐ روزانہ اس بازار کا دورہ فرماتے، اوزان و پیمانہ جات کا جائزہ لیتے اور کاروبار کرنے والوں کو غلطی پر ٹوکتے اور ان کی اصلاح فرماتے۔

o خطیب جامع مسجد، ڈی ایچ اے، لاہور

کسی بھی شہر کی آباد کاری میں عدالت، ہسپتال، گیسٹ ہاؤس، سڑکیں، پارک، تعلیم گاہیں، سیکریٹریٹ اور عبادت گاہوں کو بھی کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ رسول پاکؐ نے مدینہ کی منصوبہ بندی کرتے وقت ان تمام ضروریات و سہولیات کو بھی ترجیحی حیثیت دی اور ان کے انتظام و انصرام کا باقاعدہ انتظام فرمایا۔

زیر نظر تحریر میں نبی رحمتؐ کی ذات اقدس کے اس پہلو کی بعض جھلکیاں پیش کی جا رہی ہیں۔ مدینہ منورہ کو قدیم زمانے میں 'یثرب' کہا جاتا تھا۔ یثرب 'ثرب' سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں: 'شرفِ ساد'، یا 'تخریب' جس کے معنی گناہ پر مواخذہ کرنا اور گرفت کرنا ہے۔^۱ نبی کریمؐ کی آمد کے بعد اس کا نام طیبہ، طابہ اور مدینۃ الرسول ہو گیا۔ قرآن مجید میں اس کے دونوں نام یثرب اور مدینہ آئے ہیں۔ رحمت عالمؐ نے اسے یثرب پکارنے سے منع فرما دیا۔ مدینہ سرسبز و شاداب خطہ زمین پر واقع ایک نخلستان ہے جہاں پانی کی فراوانی ہے اور جسے چاروں طرف سے سیاہ آتشیں چٹانوں نے گھیر رکھا ہے، جب کہ شہر کے شمال میں احد کا پہاڑ اور جنوب مغرب میں عسیر نامی کوہ سار واقع ہے۔ ان کے علاوہ مدینے میں کئی وادیاں ہیں جن میں سے مشہور ترین بطنان، مذنب، مہروز اور عقیق ہیں۔ ان وادیوں کا سلسلہ جنوب سے شمال کی جانب چلا جاتا ہے۔^۲

● حدود کا تعین: اگرچہ مدینہ منورہ کی ارضی حدود کا تعین اہل علم و سیر کے درمیان متفق علیہ امر نہیں ہے، لیکن آپؐ نے شہر مدینہ کی حدود کا جو تعین کیا وہ درج ذیل ہے: مشرق اور مغرب میں لاوے کی پہاڑیاں اور حرہ کا میدان، شمال میں جبل ثور اور جنوب میں جبل عیر مدینہ کی حدود اور بحر قرار پائے۔^۳ رسول پاکؐ نے مکہ کی طرح مدینہ کو بھی حرم قرار دیا۔ صحیح مسلم کی روایت ہے:

المدينة حرم ما بین عیر و ثور^۴ مدینہ عیر سے ثور تک حرم ہے۔

جبل ثور احد کے پیچھے ہے، اور جبل عیر ذی الحلیفہ کی میقات کے پاس مکہ کی طرف ہے۔^۵

● مسلمانوں کی آباد کاری کا انتظام: ہجرت مدینہ کے فوراً بعد ہی جب مہاجرین بڑی تعداد میں مدینہ پہنچنا شروع ہوئے تو ان کی آباد کاری کا مسئلہ سامنے آیا۔ کچھ مہاجرین کی آباد کاری کا انتظام تو مدینہ میں موجود ان کے واقف کاروں کی جانب سے ہو گیا، لیکن سب افراد کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں تھا۔ اس مسئلے کے مکمل حل کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی اور مدنی

مسلمان خاندانوں کے سربراہوں کا ایک بڑا اجلاس بلوایا اور انھیں تاکید و نصیحت کی۔ وہ مخلصانہ تعاون کے ساتھ مہاجرین کی آبادکاری اور انضمام کے مسئلے کو آسان بنائیں۔ اس عمل کی انجام دہی کے لیے آپؐ نے ایک ٹھوس، موثر اور قابل عمل منصوبہ بھی پیش کیا، جس کی رُو سے ہر صاحب حیثیت مدنی خاندان کے سربراہ کو ایک ملکی خاندان کو اپنے ساتھ لے کر جانا تھا اور اس کے ساتھ موآخاتی طور پر سلوک روارکھنا تھا۔ اجلاس میں شامل تمام مسلمانوں نے اس بات سے اتفاق کیا اور حضورؐ نے فوری طور پر تقریباً ۱۸۶ ملکی حضرات کی موآخاۃ انصاری صحابہ سے قائم فرمادی۔^{۱۰} اس منصوبے پر عمل کروا کر آس حضرتؐ نے اپنی انتظامی و سیاسی بصیرت سے مسلمانوں کو درپیش ایک بڑے مسئلے کو آسانی سے حل فرمادیا۔ آبادکاری کے لیے موآخات کی حکمت عملی کو اختیار کرنا بہت سی حکمتوں اور مصالح کی بنا پر تھا جن کا فائدہ مستقبل میں ہوا۔^{۱۱}

اس موآخاتی نظام سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ اسلامی سنہ ہجری کے آغاز کے موقع پر مدینہ منورہ میں کم و بیش مسلمانوں کے ۴۰۰ خاندانوں کے سربراہ پہلے ہی مسلمان تھے اور یقیناً مسلمانوں کی حقیقی تعداد اس سے کافی زیادہ تھی۔

اس کے بعد کے مدنی دور میں جن آبادیوں کے افراد متفرق طور پر ایمان لاتے یا کسی جگہ کی چھوٹی آبادی ایمان لاتی تو ان کو مدینے میں لا کر بسایا جاتا، اور ان کی تعلیم و تربیت اور معاش کا انتظام کیا جاتا۔ اس طریقے سے رفتہ رفتہ مدینے کی مسلم آبادی تیزی سے بڑھنے لگی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دو ہجری میں جب رسول پاکؐ نے ایک موقع پر غزوہ میں شرکت کے لیے مسلمانوں کی مردم شماری کرائی تو ان کی تعداد کوئی ۱۵۰۰ تھی۔ چنانچہ مسلمان مہاجرین کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا گیا اور وہ اپنی قرابت داریوں کی رعایت کرتے ہوئے مدینہ میں قیام پذیر ہوتے رہے۔ یہ تمام آبادکاری ایک مخصوص انتظام و انصرام کے تحت ہوئی۔ ہر آبادی کی ایک مسجد تھی، مارکیٹ تھی اور بعض بستیوں میں اپنا قبرستان تک بھی موجود تھا۔^{۱۲}

● ہر شہری کسے لیے مکان: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پسندیدہ بات یہ تھی کہ ہر شہری کو علیحدہ مکان دستیاب ہو، آپؐ کا ارشاد ہے:

من سعادة المرء الدار الوسیع والمرکب الہنی^{۱۳}، انسان کی خوش حالی

کے لیے جو چیزیں ضروری ہیں ان میں کشادہ مکان اور قابو کی سواری بھی ہے۔

چنانچہ مہاجرین مکہ کو ابتدا میں انصار کے ساتھ ان کے گھروں میں ٹھہرایا گیا، بعد میں نبی کریمؐ نے ان کے لیے قطعہ اراضی کی فراہمی اور مکانات کی تعمیر کا منصوبہ بنا کر ان کو اپنے گھروں میں آباد کیا۔ اس آباد کاری کے لیے آپؐ نے افتادہ زمین کو استعمال کیا اور انصار کی طرف سے ہبہ کردہ آباد جگہوں سے بھی استفادہ کیا گیا۔ اس آباد کاری میں حضرت حارث بن نعمانؓ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس کام کے لیے نبی کریمؐ کو اپنی زمین اور مکانات ہبہ کیے۔ (وفاء الوفاء، ج ۱، ص ۵۲۷)

● آبادی میں اضافے کا حل: مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے کے سبب مدینے کی آبادی بڑھنے لگی۔ آبادی میں اضافے سے شہر کی زمین رہائش کے لیے کم اور پہلے کی بہ نسبت مہنگی ہوتی چلی گئی۔ اس دشواری اور مشکل کو حل کرنے کے لیے رسول پاکؐ نے ایک سے زیادہ منزلہ عمارت بنانے کا مشورہ دیا۔ خود رسول پاکؐ ہجرت کے بعد سات ماہ تک حضرت ابویوب انصاریؓ کے دو منزلہ مکان میں قیام فرما ہوئے۔ پہلی منزل پر حضرت ابویوبؓ کا خاندان آباد تھا اور نیچے کی منزل میں آپؐ نے قیام فرمایا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کثیر الاولاد تھے، ان کے لیے ان کا مکان چھوٹا پڑتا تھا۔ انہوں نے رسول پاکؐ کے سامنے یہ مسئلہ رکھا تو آپؐ نے فرمایا:

ارفع البناء فی السماء واسئل اللہ السعة (ایضاً) اوپر کی منزل تعمیر کرو اور اللہ سے کشادگی کی دُعا بھی کرو۔

● شہروں کی آباد کاری: آپؐ نے اس زمانے میں کسی بھی شہر کی حد بندی کی زیادہ سے زیادہ حد پانچ سو ہاتھ مقرر فرمائی اور ارشاد فرمایا: اگر شہر کی آبادی اس سے بڑھ جائے تو دوسرا شہر آباد کیا جائے۔ عہد نبویؐ کے اختتام تک مدینہ شہر کی حدود مغرب میں بطحان تک، مشرق میں بقیع تک، اور شمال مشرق میں بنی ساعدہ کے مکانات تک پھیل چکی تھی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے رسول کریمؐ نے ایک موقع پر فرمایا: جب مدینے کی آبادی سلع تک پہنچ جائے تو تم مدینہ چھوڑ دینا اور شام چلے جانا۔ (وفاء الوفاء، ج ۱، ص ۸۴)

ان احکامات اور واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول پاکؐ مدینہ شہر کی

آبادی اور اس کے وسائل میں تناسب قائم رکھنے کے لیے غیر ضروری طور پر بڑھنے سے روکنے کے حق میں تھے اور دوسرے شہر آباد کرنے کی ہمت افزائی فرماتے تھے۔ یہ وہی پالیسی تھی جس پر بعد میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ نے عمل کرتے ہوئے کوفہ اور بصرہ جیسے نئے شہر آباد کیے۔

● عبادت گاہ اور مرکزی سیکورٹریٹ: آپؐ نے سب سے پہلے مسجد نبویؐ کی تعمیر فرمائی۔ یہ مسجد ہمارے زمانے کی عام مسجدوں کی طرح محض ایک عبادت گاہ نہیں تھی بلکہ وہ اسلامی ریاست کا سیکورٹریٹ بھی تھی اور عبادت گاہ بھی، تعلیم گاہ بھی تھی اور حسب ضرورت وہاں خیمہ نصب کر کے ہسپتال کا کام بھی لیا جاتا تھا۔

مسجد نبویؐ جاے وقوع کے اعتبار سے مدینے کے وسط میں واقع ہے۔ جب رسول پاکؐ مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تو قباء، بنو سالم اور کئی محلوں کے لوگوں نے دست بستہ اپنے یہاں قیام کی پیش کش کی، مگر حضور اقدسؐ قبیلہ بنو نجار میں حضرت ابویوب انصاریؓ کے گھر فرود کش ہوئے جو آج صحن مسجد کا حصہ ہے۔ (سیرت النبیؐ، ج ۴، ص ۱۱۶)

اس جگہ کے انتخاب کی حکمت اس وقت سمجھ میں آتی ہے جب ہم مدینے کی شاہراہوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ یہی ریاست کے سربراہ اعلیٰ کی رہائش گاہ اور سیکورٹریٹ بھی تھا، جہاں منصوبہ بندی کی جاتی، جہاں سے فوج کشی کی جاتی، جہاں سے مبلغین اور معلمین بھیجے جاتے، جہاں حساب کتاب رکھا جاتا اور جہاں سے مختلف گورنروں اور دیگر ممالک کے سربراہوں سے خط و کتابت کی جاتی تھی۔

● مرکز تعلیم: وہیں ایک چبوترے پر صفہ کی تعلیم گاہ بھی بنا دی گئی، جس کی حیثیت مرکزی اقامتی درس گاہ یا اعلیٰ تعلیمی ادارے کی تھی، کیوں کہ مسلمانوں کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ ابتدائی تعلیم اپنے محلوں کی مساجد میں حاصل کریں۔ صفہ کی حیثیت تعلیم گاہ کے علاوہ نادار مسلمانوں کی پناہ گاہ کی بھی تھی۔ دن میں پانچ مرتبہ لوگوں سے رابطے کے لیے مؤذن کا تقرر کیا گیا۔

عہد نبویؐ میں تعلیم کو بڑی اہمیت دی گئی۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ معلم کتاب و حکمت، حسن انسانیت پر نازل ہونے والی اولین وحی کا اولین لفظ اقراء یعنی 'پڑھیے' تھا۔ قرآن حکیم نے نبیؐ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝
 (البقرہ ۱۵۱:۲) (رسول اللہ) تمہیں کتاب و حکمت اور اس چیز کی تعلیم دیتے ہیں جو تم
 نہ جانتے تھے۔

ہجرت سے قبل اگرچہ کوئی متعین تبلیغی و دعوتی مرکز نہ تھا جہاں رہ کر مسلمانوں کے لیے
 اطمینان و سکون کے ساتھ اپنی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھنا ممکن ہوتا۔ اس دور میں نبی کریمؐ
 کی ذات ہی متحرک درس گاہ اور تبلیغی مرکز تھی۔ تاہم ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں ہی تبلیغی مرکز
 قائم ہو چکے تھے، جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے قائم کیا گیا تھا۔ قبل از ہجرت اسلام
 کی تبلیغ میں تیزی بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد آئی تھی۔ اس دور میں آپؐ نے حضرت معصب بن عمیرؓ کو
 مبلغ اسلام بنا کر انصار کے دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں بھیجا تھا۔ ان کی محنت سے وہاں کے
 لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے تھے۔ اس دور میں پہلا تبلیغی مرکز مسجد بنی زریق تھی^{۱۱} اور تیسرا
 مرکز مدینہ کے شمال میں کچھ فاصلے پر نقیع الخصمات نامی علاقے میں واقع تھا۔ یہ مرکز درحقیقت
 حضرت اسعد بن زرارہؓ کے مکان میں قائم تھا۔^{۱۲}

ان درس گاہوں کے علاوہ اس زمانے میں مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں اور قبیلوں میں
 تعلیمی مجالس اور حلقے جاری تھے۔ جن میں بطور خاص، بنو نجار، بنو عبدالاشہل، بنو ظفر، بنو عمرو بن عوف،
 بنو سالم وغیرہ کی مساجد میں اس کا انتظام تھا، اور عبادہ بن صامت، عتبہ بن مالک، معاذ بن جبل،
 عمر بن سلمہ، اسید بن حضیر، مالک بن حویرث رضوان اللہ الجمیعین ان کے ائمہ اور معلمین تھے۔^{۱۳}
 ان تمام مراکز تعلیم و دعوت کی موجودگی کے باوجود آپؐ کی پیغمبرانہ حکمت و بصیرت نے
 فیصلہ کیا کہ تعلیم و تربیت کا مرکز ایسا ہونا چاہیے جہاں ہر روز مقررہ اوقات پر مسلمانوں کا اجتماع ہو
 اور اس اجتماع کی حیثیت گویا فرض و واجب کی ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے آپؐ نے مسجد کو منتخب
 کیا۔ اس اعتبار سے مسجد نبویؐ اسلام کا پہلا مرکز تعلیم و تربیت ہے۔

اس مقصد کے حصول کی خاطر آپؐ نے مسجد نبویؐ کے ایک کنارے پر ایک جگہ مخصوص کر لی،
 جسے اس کے سابقان کی وجہ سے 'صفہ' کہتے تھے۔ یہ دراصل ایک کھلی اقامتی درس گاہ تھی، جس میں
 ہر چھوٹا بڑا شخص تعلیم و تربیت حاصل کرتا تھا، چاہے وہ اس میں اقامت گزریں ہو یا نہ ہو۔ مسلمانوں

کی ایک جماعت جنھوں نے اپنی کل زندگی دین اسلام سیکھنے اور سکھانے کے لیے وقف کر دی تھی، تعلیم و تربیت کے حصول کے لیے اس میں اقامت گزریں ہوگی۔ انھیں 'اصحابِ صفہ' کہتے تھے۔ اس اعتبار سے اگر مسجد نبویؐ کی اس درس گاہ کو عصرِ حاضر کی اقامتی اور کھلی درس گاہوں کا پیش خیمہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔^{۱۵}

● بازار اور تجارتی مراکز کا قیام: شہری آبادی کی معاشی، سماجی اور یومیہ ضروریات پوری کرنے کے لیے شہر میں مارکیٹ اور تجارتی مراکز کا قیام بھی ناگزیر ہے۔ رسول پاکؐ نے اس بنیادی ضرورت کو محسوس فرمایا، کیوں کہ بڑی تعداد میں مسلمان ہجرت کر کے مدینہ میں آباد ہو گئے تھے، جن کے پاس زمین جایداد نہیں تھی، وہ تجارت پیشہ تھے اور ان کے معاشی استحکام کا ذریعہ تجارت ہی ہو سکتی تھی اور اس کے لیے بازار اور مارکیٹ کا فروغ شہری ریاست کی اہم ضرورت بن گئی تھی۔

رسول پاکؐ نے اس سلسلے میں دو امور کی طرف توجہ فرمائی۔ ایک طرف تو آپؐ نے زراعت اور ملازمت کے مقابلے میں تجارت کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اسے فروغ دینے کی ضرورت واضح فرمائی۔ آپؐ نے ایمان دار تاجر کو اجر کے لحاظ سے صدیقین، شہدا اور انبیاء علیہم السلام کے ہم رتبہ قرار دیا۔ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سچا اور امانت دار تاجر (روزِ قیامت) انبیاء، صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔^{۱۶}

تجارت کرنے والے افراد کے لیے آپؐ نے برکت کی دعائیں کیں اور بھیک مانگنے والوں کی حوصلہ شکنی کی۔ نیز تجارت میں جھوٹ بولنے، دھوکا دینے اور معاملگی کرنے پر پابندی لگائی۔ تاجروں کو یہ تنبیہ بھی فرمادی کہ مالی امور کی نزاکت کے سبب اکثر تاجر روزِ قیامت گناہ گاروں کی صف میں ہوں گے، مگر سچے اور متقی تاجروں کا ان سے استثناء فرمادیا، فرمایا: ”بلاشبہ قیامت کے دن (اکثر) تاجر گناہ گار اٹھائے جائیں گے، سوائے ان کے جو اللہ سے ڈرے اور انھوں نے نیکی کی اور سچ کو اپنا شعار بنایا۔“ (ترمذی، الجامع السنن، ج ۳، ص ۵، رقم: ۱۲۱۴)

● مدینہ کی مرکزی مارکیٹ: آپؐ نے وسط مدینہ میں ایک مرکزی مارکیٹ بنوائی، جسے سوق المدینہ کہا جاتا ہے۔ اس وقت مدینے کی مشہور اور بڑی مارکیٹ قیقاع تھی جو یہودیوں کے

علاقے میں تھی۔ وہاں وہ گاہکوں کا استحصال کرتے اور ان کی عورتوں کے ساتھ چھیڑ خانی اور بدتمیزی بھی کرتے۔ اسی وجہ سے وہ جلاوطن بھی کیے گئے۔ رسول پاکؐ نے اس کے مقابلے میں مدینے کی مرکزی جگہ پر مسجد نبویؐ اور بیچ کے نزدیک سوق المدینہ بازار بنوایا۔ اس زمانے میں قبیحہ کی مارکیٹ کے علاوہ چھوٹی چھوٹی اور بھی کئی مارکیٹ تھیں، مثلاً زبالہ مارکیٹ، حمر مارکیٹ، صفاجت مارکیٹ وغیرہ۔ مگر رسول پاکؐ نے بازار مدینہ کو سپر مارکیٹ کی حیثیت دی، جہاں ضرورت اور تجارت کی ساری چیزیں مہیا ہوں۔ رسول پاکؐ نے اس سپر مارکیٹ کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے قبیحہ کے بازار کے ساتھ متعدد مقامات کا معائنہ فرمایا اور بالآخر مدینہ بازار کے محل وقوع کا تعین فرمایا۔

حضرت عطاء بن یسارؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے لیے مارکیٹ بنانے کا ارادہ فرمایا تو پہلے قبیحہ کے بازار تشریف لے گئے، پھر سوق المدینہ کی جگہ آئے، اور آپؐ نے پاؤں سے اشارہ فرمایا کہ یہ تمہاری مارکیٹ ہوگی۔ (وفاء الوفاء، ج ۱، ص ۵۳۹)

حضرت عباس بن سہیلؓ کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی ساعدہ تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارے پاس ایک ضرورت سے رُکا ہوں۔ تم لوگ اپنے قبرستان کی جگہ مجھے دے دو، تاکہ میں وہاں مارکیٹ بناؤں۔ بعض لوگوں نے اپنے حصے کی زمین دے دی اور بعض نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ یہاں ہماری قبریں ہیں اور ہماری عورتوں کے نکلنے کی جگہ ہے، مگر بعد میں باہم گفت و شنید سے وہ جگہ حضورؐ کے حوالے کر دی گئی اور آپؐ نے وہاں مارکیٹ بنادی۔ (ایضاً، ص ۵۴۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مارکیٹ کی مرکزیت، وسعت اور عوامیت کو برقرار رکھنے کے لیے فرمایا: یہ تمہارا بازار ہے، نہ تو اس کو کم کرو اور نہ اس میں ٹیکس لگاؤ۔ (ایضاً)

اس حکم نامے کی حکمت یہ تھی کہ اگر بازار کی جگہ تنگ ہوگی یا اس میں خرید و فروخت پر ٹیکس لگے گا تو بیوپاریوں کی کثرت نہ ہوگی، لہذا ان دونوں باتوں سے گریز کیا جائے۔ رسول اللہ نے اس مارکیٹ میں خرید و فروخت کرنے کی بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔

آپؐ نے فرمایا: ہمارے بازار میں سامان لانے والا مجاہد بنی سہیل اللہ کے مانند ہے اور بازار میں سامان روکنے والا اللہ کی کتاب میں سرکشی کرنے والے کے مانند ہے۔ (ایضاً، ص ۵۳۶)

آپؐ نے مزید فرمایا: سامان روکنے والا مجرم ہے۔ (ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء لایبیع حاضر لباد)

مدینہ کی مارکیٹ کی وسعت اور مرکزیت بعد میں بھی برقرار رہی۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک لوہار نے اس مارکیٹ میں ایک بھٹی لگالی، تو حضرت عمرؓ نے اسے منہدم کر دیا اور فرمایا کہ تم رسول اللہ کی مارکیٹ کا دائرہ تنگ کر رہے ہو۔ (وفاء الوفاء، ج ۱، ص ۵۴۱)

● مارکیٹ منتظمین کا تقور: مقامی منتظمین میں بازار کے منتظم کا ذکر بھی ملتا ہے جو خاص اہمیت کا حامل ہے۔ شہر مدینہ اور دوسرے بازاروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدار و اختیار بہ طور سربراہ مملکت قائم تھا۔ تاہم آپؐ نے مدینہ کے لیے ایک مخصوص منتظم بازار کا تقرر کیا تھا، اور وہ حضرت عمر فاروقؓ تھے۔ فتح مکہ کے فوراً بعد بنو امیہ کے خاندان سعیدی کے ایک فرد حضرت سعید بن سعید اموی کو مکہ کے بازار کا منتظم مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ کی مثال سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ منتظم مستقل ہوتے تھے اور ان کو اس خدمت کا معاوضہ بھی ملتا تھا۔ (الکتانی، الترتیب الادریۃ، ج ۱، ص ۲۸۴)

● سرکاری مہمان خانہ: نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہر کی بلدیاتی تنظیم میں اس بات کا بھی خیال رکھا تھا کہ سرکاری مہمانوں اور آنے والے وفود کے لیے مہمان خانوں کا انتظام کیا جائے۔ رسول پاکؐ سے ملاقات کی سعادت حاصل کرنے اور دین اسلام کو سمجھنے کے لیے آئے دن نو مسلموں اور مہمانوں کی آمد ہوتی تھی۔ ان مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام انصار کے گھروں میں کیا جاتا اور بعض اوقات انھیں مسجد نبویؐ میں بھی ٹھیرایا جاتا، خصوصاً صفہ کے مدرسے میں۔ بعد میں جب خوش حالی آئی اور مہاجرین کے مکانات تعمیر ہونے لگے تو باقاعدہ طور پر سرکاری مہمان خانے کا بھی انتظام کیا گیا۔ اس سلسلے میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ایک بڑا گھر بنایا۔ ان کے اس بڑے گھر کو مہمان خانہ بنا دیا گیا۔ نورالدین سمودی تحریر کرتے ہیں: حضرت عبدالرحمن بن عوف اس میں رسول اللہ کے مہمانوں کو ٹھیرایا کرتے تھے، چنانچہ اس گھر کو مہمان خانہ بھی کہا جاتا تھا۔ (وفاء الوفاء، ج ۱، ص ۵۲۵)

مدنی زندگی کے آخری دنوں میں، بالخصوص ۹ ہجری میں، جب مفتوحہ ممالک کے وفود کی

آمد کثرت سے ہونے لگی، جن کی تعداد بعض اوقات ۲۰۰ تک پہنچ جاتی تھی، تو بعض بڑی حویلیوں کو مہمان خانہ بنا کر ان کے قیام و طعام کا انتظام کیا جاتا تھا (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۳۳۶)۔ اس طرح رسول پاکؐ نے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کے لیے انصار کی روایتی مہمان نوازی کے جذبے کے ساتھ ساتھ باقاعدہ مہمان خانے بھی قائم فرمائے۔

● سڑکوں اور گلیوں کا معیار: آبادی میں اضافے کے ساتھ جب شہر گنجان ہونے لگا تو گلیاں اور راستے بھی تنگ ہونے لگے۔ رسول پاکؐ نے ہدایت فرمائی کہ راستوں کو اتنا چوڑا رکھا جائے: ”جب تم راستوں کی توسیع کرو تو انھیں سات گز چوڑا رکھو (تاکہ) لدے ہوئے دو جانور باسانی آنے سے سامنے گزر سکیں“۔^{۱۸}

اس بات سے گویا آپؐ نے دورویہ ٹریفک اور بلدیاتی منظمہ کا تصور دیا۔ سڑکیں شہر کے ڈھانچے کا ایک اہم حصہ ہوتی ہیں، انھیں ہر ممکن حد تک وسیع ہونا چاہیے تاکہ آنے جانے کے نظام میں کوئی خلل نہ پڑے۔

● صفائی کا اہتمام: بلدیاتی انتظام میں صحت و صفائی بھی ایک اہم مسئلہ ہے جس کے تحت اس بات کو یقینی بنانا شامل ہے کہ سڑکوں، گلیوں اور محلوں میں غلاظت اس طرح جمع نہ ہو جائے کہ وہ صحت اور ماحول کے لیے خطرہ بن جائے۔ رسول پاکؐ نے گھر، آنگن اور ماحول کو صاف رکھنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ شہری صفائی کے اس معاملے کو حضورؐ نے نظر انداز نہیں کیا۔ آپؐ نے جہاں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا وہاں اس کے لیے عملی اقدامات بھی فرمائے۔ آپؐ نے مسجد نبویؐ کی صفائی کے لیے اُمّ الجحجج نامی ایک حبشی عورت کو مقرر فرمایا۔^{۱۹}

ابتدائی دور میں رفع حاجت کے لیے بالعموم مدینہ کے مرد و خواتین جنگل میں نکل جاتے تھے۔ رسول پاکؐ نے اس ضروری مسئلے پر بھی توجہ فرمائی۔ سب سے پہلے آپؐ نے سڑکوں اور سایہ دار درختوں اور ادھر ادھر رفع حاجت کرنے سے منع فرمایا۔ دوسرے یہ کہ آپؐ نے گھروں کے ساتھ بیت الخلا بنانے کی تعلیم و ترغیب دی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ واقعاً اُفک کا تذکرہ کرتے ہوئے اُمّ مسطح کے ساتھ ایک شب باہر نکلنے کی بابت فرماتی ہیں: ”یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب ہمارے گھروں سے متصل بیت الخلا نہیں بنے تھے اور ہم اولین عربوں کی طرح باہر جا کر پاکی حاصل

کرتے تھے۔“ - (اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۲۹۶)

● روشنی کا انتظام: آپؐ نے مسجد نبویؐ میں چراغ جلانے کے لیے ایک شخص کا تقرر فرمایا جو رضا کارانہ طور پر روزانہ مسجد نبویؐ میں چراغ جلاتا تھا۔ روایت میں ہے: ”حضور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا: ہماری مسجد کو کس نے روشن کیا؟ تمیم نے عرض کیا: میرے اس غلام نے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: اس کا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: فتح۔ (اس پر) حضور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا: اس کا نام سراج (چراغ) ہے۔“^{۱۹}

ملکِ عرب میں بلدیاتی اور ریاستی سطح پر صفائی اور عوامی مقامات پر روشنی، سینی ٹیشن اور اسٹریٹ لائٹس کے منظم انتظام کی جانب پہلا قدم تھا۔

● ہسپتال کا قیام: امام بخاریؒ نے باب الخیمة للمرضی فی المسجد قائم کر کے یہ واضح کیا ہے کہ رسول پاکؐ نے ہسپتال کے قیام کو بھی اپنی اولین توجہ کا مرکز بنایا اور اس کے لیے مسجد نبویؐ کے صحن میں خیمہ نصب کیا جاتا، جہاں مریضوں کا علاج ہوتا۔ رسول پاکؐ کی جانب سے دی جانے والی صحت و صفائی کی تعلیم نے بیماری کو کم سے کم کر دیا تھا۔ اس کے باوجود جو لوگ بیمار ہوتے تھے، ان کا علاج کرانے پر زور دیا گیا اور ان کے لیے مسجد نبویؐ میں شفا خانہ کا انتظام کیا گیا۔

● تفریح گاہوں کا قیام: صحت مند ماحول اور معاشرے کی فراہمی شہری حکومت کی

ذمہ داری ہے۔ ترقی یافتہ اور مہذب شہروں کی منصوبہ بندی میں پارک اور سیرگاہ کو آج غیر معمولی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ یہ ضرورت عہد نبویؐ میں بھی نظر آتی ہے۔ رسول پاکؐ نے اس مقصد کے لیے مدینہ شہر کے باہر وادی عقیق کو منتخب فرمایا تھا۔ وہاں آپؐ نے سیرگاہ جمی القبع کے نام سے بنوائی، جو گھوڑوں کی چراگاہ بھی تھی۔ وہاں پیڑ پودے اس کثرت سے لگوائے گئے کہ وہ خوب صورت تفریح گاہ بن گئی۔ باغات، پانی اور شادابی کے سبب یہ جگہ سیرگاہ مدینہ کہلائی۔ رسول پاکؐ آرام کے لیے وہاں تشریف لے جاتے، آپؐ کو یہ جگہ بے حد پسند تھی۔ (ایضاً، ج ۲، ص ۱۸۷)

ایک مرتبہ رسول پاکؐ جب وادی عقیق کی سیر سے لوٹے تو آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: میں وادی عقیق سے آ رہا ہوں، کتنی موزوں جگہ ہے اور کتنا میٹھا اس کا پانی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: پھر کیوں نہ ہم لوگ وہاں منتقل ہو جائیں؟ تو حضورؐ نے فرمایا: اب یہ کیسے ممکن ہے،

لوگوں نے مدینے میں گھر بنالیے ہیں (محولہ بالا)۔ صحابہ کرامؓ میں جو اہل ثروت تھے، وہ وہاں جا کر اپنے محلات تعمیر کر لیتے تھے۔ یہ گویا ان کے لیے 'سمر ہاؤس' تھے۔ اہل مدینہ کے لیے رسول پاکؐ کی طرف سے یہ ایک خوب صورت عطیہ تھا۔

● شہر کی تزئین اور شجر کاری: رسول پاکؐ نے مدینہ کی ٹاؤن پلاننگ کرتے وقت صرف اس کی آباد کاری اور سہولیات کی فراہمی کا ہی خیال نہیں رکھا بلکہ شہر کی زینت و رونق اور خوب صورتی کو بھی پیش نظر رکھا۔ اسی وجہ سے یہاں کے قلعوں کو مسمار کرنے اور بلا ضرورت درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ محدث بیہقی فرماتے ہیں: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی زینت اور خوب صورتی کو پیش نظر رکھا تاکہ یہ شہریوں کے لیے سکونت کی اچھی جگہ رہے۔ اسی لیے آپؐ نے مدینے کے قلعوں اور گڑھیوں کو مسمار کرنے سے منع فرمایا۔" حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے قلعوں کو مسمار کرنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ وہ مدینے کی زینت ہیں۔ (ایضاً، ج ۱، ص ۷)

● مقامی بلدیاتی منتظمین کا تقرر: نبی کریمؐ نے مدینے کا بلدیاتی نظام چلانے کے لیے مقامی طور پر منتظمین کا بھی تقرر فرمایا تھا۔ یہ منتظمین بے شمار تھے۔ ان مقامی منتظمین میں شہر مدینہ کے نقیب بھی شامل ہیں۔ ان کی انتظامی ذمہ داری بھی کچھ اسی نوعیت کی تھی (ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۲، ص ۲۹۱)۔ ان کی تعداد شروع میں ۱۲ تھی جن میں نو خزرج اور تین اوس کے تھے۔ بعد میں بعض کی وفات کے بعد ان کے جانشینوں کو مقرر کیا گیا جن کی کل تعداد ۱۸ تھی۔ ان میں سے خزرج کے ۱۲ افراد تھے۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ خزرج کے نقیب الانقباء تھے مگر ہجرت کے فوراً بعد ہی ان کی وفات ہو گئی اور حضورؐ نے وہ عہدہ جلیلہ بنفس نفس سنبھال لیا۔

حرفِ آخر

نبی رحمتؐ کی حیاتِ طیبہ کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو آپؐ کی شخصیت صرف ایک روحانی پیشوا، مذہبی رہنما اور معلم اخلاق ہی کی نظر نہیں آتی بلکہ ایک مفکر، منظم اور منصوبہ ساز کی بھی نظر آتی ہے۔ آخری رسولؐ ہونے کے ناتے اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی تعمیر کی ان گنت صلاحیتیں آپؐ کو ودیعت کی تھیں اور پھر اپنے فیضانِ خاص سے بذریعہ وحی آپؐ کی رہنمائی فرمائی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ بیک وقت دینی و دنیاوی دونوں لحاظ سے آپؐ کا میاب رہنما اور حکمران ثابت ہوئے تھے۔ اس کی ایک مثال شہری آباد کاری اور تعمیرات کے سلسلے میں آپؐ کی وہ منصوبہ بندی ہے جس کی کچھ جھلکیاں اوپر پیش کی گئی ہیں۔

حوالہ جات

- ۱- السمهودی، نورالدین علی بن احمد، وفا الوفاء، مترجم: محمد زاہد حسینی، تذکرہ دیار حبیب، ص ۲۲
- ۲- مدنی معاشرہ عہد رسالت میں، اکرم ضیاء العمری، ترجمہ: عذرا نسیم فاروقی، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۲۰۰۵ء، ص ۶۶
- ۳- عہد نبویؐ کے میدانِ جنگ، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، نئی دہلی، ۲۰۰۱ء، ص ۲۲
- ۴- مسلم، ابوالحسن مسلم بن حجاج بن مسلم، القشیری (م: ۲۶۱ھ/صحیح، باب فضل المدينة و دعاء النبی فیہا بل بركة۔
- ۵- السمهودی، نورالدین علی بن احمد، (م: ۹۱۱ھ) / وفاء الوفاء، دار الفکس، ریاض، س-ن، جلد اول، ص ۹۳۔
- ۶- ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے بقول مقریزی نے ان کی تعداد ۱۸۶ بتائی ہے، وہ اس سلسلے میں ابن جوزی کے حوالے سے مقریزی کا قول نقل کرتے ہیں (دیکھیے: محمد حمید اللہ ڈاکٹر، پیغمبر اسلام، مترجم: پروفیسر خالد پرویز، ملتان، بیکن بکس ۲۰۱۵ء، ص ۱۹۳۔
- ۷- تفصیل کے لیے دیکھیے: عہد نبویؐ کے غزوات و سرایا اور ان کے مآخذ پر ایک نظر، سعید احمد اکبر آبادی، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی۔ ۲۰۰۹ء، ص ۳۹۔
- ۸- یہ تغیر یسر، (دیکھیے: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، پیغمبر اسلام، مترجم: پروفیسر خالد پرویز، ملتان، بیکن بکس ۲۰۰۵ء، ص ۲۲۲۔
- ۹- احمد بن حنبل، ابوعبداللہ الشیبانی، الامام (م: ۲۴۱ھ)، المسند، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۹۱ء، ج ۳، ص ۳۰۷۔
- ۱۰- ابن سعد اور سہودی جیسے سیرت نگاروں نے اپنی کتابوں میں اس منصوبہ بندی کی تفصیل بیان کی ہے۔
- ۱۱- احمد بن محمد القسطلانی / المواہب اللدنیہ، پور بندر، گجرات، ۱۳۲۱ھ، ج ۱، ص ۳۱۱۔

- ۱۲- ابن قیم الجوزیہ، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر (م: ۷۵۱ھ) مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۷۹ء، زاد المعاد، ج ۱، ص ۱۰۰۔ ابن اثیر، ابوالحسن علی بن ابی بکر محمد بن الجزری (م: ۶۳۰ھ)۔ اسد الغابۃ، تذکرہ رافع بن مالکؓ / دار احیاء التراث العربی، بیروت، س-ن / ج ۲، ص ۱۵۷۔ دوسرا مرکز مدینہ کے جنوب میں تھوڑے فاصلے پر واقع قبا کی بستی میں تھا۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (م: ۲۵۶ھ) / الصحیح / کتاب الاذان، باب امامۃ العبد والمولیٰ / دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، ۱۹۹۹ء / رقم الحدیث: ۶۹۲، ص ۱۱۳۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد القرطبی (م: ۴۶۳ھ) / جامع بیان العلم، باب جامع القول فی العمل بالعلم / ادارۃ الطباعت المنیریہ، مصر، س-ن / ج ۲، ص ۶۔
- ۱۳- ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، (م: ۲۱۸ھ) / السیرۃ النبویہ، العقیقۃ الاولیٰ ومصعب ابن عمیر / دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۵ء / ج ۲، ص ۴۷-۴۸ / اسد الغابۃ، تذکرۃ اسعد بن زرارۃ، ج ۱، ص ۷۱۔
- ۱۴- مبارک پوری، قاضی محمد اطہر، خیر القرون کی درس گاہیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت، شیخ الہند اکیڈمی، بھارت، ۱۹۹۵ء، ص ۳۷۔
- ۱۵- نصیر احمد ناصر، پیغمبر آخر واعظم، لاہور، فیروز سنز، ص ۲۱۶۔
- ۱۶- ابویسٰیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی / الجامع السنن، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء / تحقیق: صدق محمد جمیل عطار / ج ۳، ص ۵، رقم ۱۲۱۳۔
- ۱۷- بیہقی، ابوبکر، الامام (م: ۴۰۸ھ)، السنن الکبریٰ، ملتان، نشر السنۃ، س-ن، ج ۶، ص ۱۵۵۔
- ۱۸- بخاری، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب کنس المسجد / ج ۱، ص ۱۷۵، رقم: ۳۳۶۶۔ مسلم، ابوالحسن مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری (م: ۲۶۱ھ) / الصحیح، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ العشاء، ۵۹: ۲، رقم: ۹۵۶۔
- ۱۹- حلبی، علی بن برہان الدین (م)، السیرۃ التحلیبۃ، بیروت، لبنان، دار المعرفۃ، ۱۴۰۰ھ / ج ۲، ص ۲۷۸۔
- ۲۰- بخاری، باب الخیمۃ للمرضیٰ فی المسجد، صحیح ابن خزیمہ، باب الرخصۃ فی تریض المرضیٰ فی المسجد، جزء، ص ۱۴۸۔
- ۲۱- واقدی، محمد بن عمر (م: ۲۰۷ھ) کتاب المغازی، تحقیق: محمد عبدالقادر احمد عطا، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ، ص ۵۶۱۔

آپ کے تعاون سے
الابلاغ ٹرسٹ کے تحت دفاتر ترجمان کی تعمیر جاری ہے



دوسری منزل کی تکمیل کا مرحلہ باقی ہے
آگے بڑھیے، اپنا حصہ ڈالیں
اللہ تعالیٰ سے خوب خوب اجر پائیے!

..... جیسے ایک دانہ بویا جائے، اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سودا نہ
ہوں! اور اللہ جسے چاہتا ہے، بڑھا کر زیادہ دیتا ہے!! (البقرہ ۲: ۲۶۱)

آن لائن ٹرانسفر کروائیے۔ ڈرافٹ یا چیک ارسال کیجیے

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن

منصورہ، لاہور - 54790

فون: 042-35427915 فیکس: 042-35427916

ای میل: tarjuman@tarjumanulquran.org

Al-Baraka Bank (Pakistan) Ltd.

A/c. Title:

AlIblagh Trust -Tarjuman ul Quran

A/c. No: 0113125986019

Branch Code: 0312

50%

رعایت

ہر کتاب، آدمی قیمت پر

110/- روپے کی ممبر شپ حاصل کرنا ہوگی

اپنا اصل شناختی کارڈ اور دو عدد تصاویر ہمراہ لائیں

ایک ممبر 30 جون 2016ء تک -/2500 روپے کی کتابیں خرید سکتا ہے

درسی اور چند دیگر کتب اس رعایت سے مستثنیٰ ہیں

ایک فرد، ایک کتاب کی صرف دو کاپیاں خرید سکتا ہے

* یہ آئیزورڈر سے کیے جاتے ہیں۔

ای میل کریں islamicpk@gmail.com

فون کریں: 042-35252501-2

ان پاس کریں [f/islamicpublications](https://www.facebook.com/islamicpublications)

ایم ایچ ایٹل کریں: 0322-4673731

پتہ: لاہور، گلشن، گلستان روڈ لاہور

پتہ: لاہور، گلشن، گلستان روڈ لاہور

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ 